آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی سال دوم جون 2016 اُردو امتحان (لازمی) کے مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیہ کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِّ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طلبہ کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پر طلبہ کی کارکردگی پر ممتحِنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتحِنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی پارٹ ون کا اردو لازمی پرچہ دوم / II پانچ سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک کے دو جُز ہیں جب کہ سوال نمبر دو کے تین جُز ہیں۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل 'مجموعہ نظم و نثر' کا احاطہ کرتے ہیں۔ پرچے کے اس حصے میں CRQ کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین، چار اور پانچ ERQ ہیں جو بالترتیب تبصرہ نگاری / خلاصہ نگاری، تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہیے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جا سکتا ہے جس سے کسی SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی کی جانچ کی جا سکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے مارکس / نمبرات دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ مارکس / نمبرات کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور کیوں، کیا اور کیسے جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1

(الف) حکیم محمد سعید نے سبق ''**پریٹوریا میں ایک شام**'' میں شہر 'جوہانس برگ' کی نمایاں خوبیاں بیان کی ہیں۔ اس سبق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے شہر کی **ایک** خوبی اور **ایک** خامی بیان کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- اس سوال کا جواب طلبہ کی اکثریت نے بہتر انداز میں تحریر کیا۔
- طلبہ کی اکثریت نے سوال کے مطابق اپنے شہر کی خوبیوں اور خامیوں کی بہت اچھے انداز میں نشان دہی کی۔
- مثلاً خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے تفریحی مقامات، شہر کی عمارات اور خوب صورت مناظر کا ذکر کیا۔
- جب کہ اپنے شہر کی خامیوں میں آلودگی، فرقہ واریت، اور دہشت گردی کے حوالے سے مذکورہ نکات کو اپنے جوابات کا حصّہ بنایا۔
- اپنی تحریر میں بہترین الفاظ کا انتخاب کیا۔
- دی گئی سطور کا بہترین انداز میں استعمال کیا گیا۔
- وضاحت کے ساتھ اپنے مشاہدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف نکات تحریر کیے۔

مثال:

(1) میرا شہر کراچی پاکستان کے سب سے بہترین شہروں میں سے ہے کیونکہ یہ اپنے اندر
جدید ملکوں کے طور طریقے سمیٹے ہوئے ہے۔ اسے 'سٹی اف لائٹس' یعنی بجلی
کا شہر کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں ہر وقت رونق ہوتی ہے۔ یہاں اونچی
اونچی عمارتیں، ہر قسم کے کھانوں کی فراہمی اس کی خوبی ہے۔
(2) یہاں پر شہری زیادہ ہونے کی وجہ سے کچھ علاقوں میں بہت گندگی
ہے جو کہ بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس شہر میں قانون
میں سختی کی ضرورت ہے کیونکہ یہاں دہشت گردی بڑھتی جا رہی ہے لیکن
ان مسائل کے حل کے لیے حکومت پوری کوشش انجام دے رہی ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی تھی جس نے سوال کو سمجھے بغیر جواب لکھنے کی کوشش کی۔
- کچھ طلبہ نے جوہانس برگ کی خوبیاں اور خامیاں تحریر کر دیں۔
- کچھ طلبہ نے صرف ایک خوبی لکھی لیکن خامی نہیں لکھی۔
- تحریر میں ربط و تسلسل کا بھی فقدان نظر آیا۔
- ذخیرۂ الفاظ کی کمی نے جواب کا تاثر اور بھی کم کر دیا۔

مثال:

اس سبق پر پٹوریا میں ایک شام میں شاعر نے اپنا سفرنامہ پیش کیا ہے جس
میں چند خامی اور خوبی بیان کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:
(1) یہاں پر مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور کالوں کی تعداد زیادہ ہیں۔ تمام فیکٹری
میں کام کرنے والے کالے ہیں۔ (خامی)
(2) جوہانس برگ ایک بہت بڑا اور خوبصورت شہر ہے جس میں
تمام لوگ عقاید پورے کرتے ہیں اور اس شہر میں ہر ایک شخص امیر
ہے، کسی کے پاس بھی چھوٹی گاڑی نہیں ہے۔ (خوبی)

(ب) مرزا فرحت اللہ بیگ نے اپنے مضمون ''**اونگھ**'' میں کس خاص بات کو واضح کیا ہے؟

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی پچاس فیصد تعداد نے سوال کے متن اور ضرورت کو سمجھ کر لفظ 'اونگھ' کی وضاحت کی۔
- مثلاً: معاشی، اخلاقی اور معاشرتی حوالے سے 'اونگھ' کی وضاحت کامیابی سے کی۔
- ایک ایسے رویّے کی کہ جس کو ہم کہ سکتے ہیں کسی چیز یا بات کو نظر انداز کر دینا، ٹال دینا یا اہمیت نہ دینا کی وضاحت کی۔
- یہ اونگھ کا روّیہ کہیں بہت نقصان پہنچاتا ہے اور کہیں فائدہ مند بھی ثابت ہوتا ہے، یہ بھی تحریر کیا۔
- موجودہ دور کے حوالے سے 'اونگھ' کے فائدے اور نقصانات تحریر کیے۔
- کم از کم تین ایسے بہتر الفاظ کا انتخاب کیا جو موضوع سے متعلق تھے۔
- جواب تحریر کرنے کے دوران جملوں میں ربط اور تسلسل بھی قائم کیا۔
- دی گئی سطور کا بہترین انداز میں استعمال کیا گیا۔

مثال 1:

مرزا فرحت اللہ بیگ نے اپنے مضمون 'اونگھ' میں ایک معاشرتی برائی 'اونگھ' کا ذکر بخوبی کیا ہے۔ انہوں نے اس سبق میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اونگھ ایک ایسی برائی ہے جس سے انسان کو نقصان ہی اُٹھانا پڑتا ہے۔ اونگھ کا سہارا لینے والے اپنی عارضی پریشانی سے تو بچ جاتے ہیں لیکن پھر اُن کو لمبا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس سبق میں اُنہوں نے مختلف واقع بتائے ہیں جن میں اُونگھ کی جاتی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ کہیں کہیں اُونگھ مفید ثابت ہوتی ہے۔

مثال2:

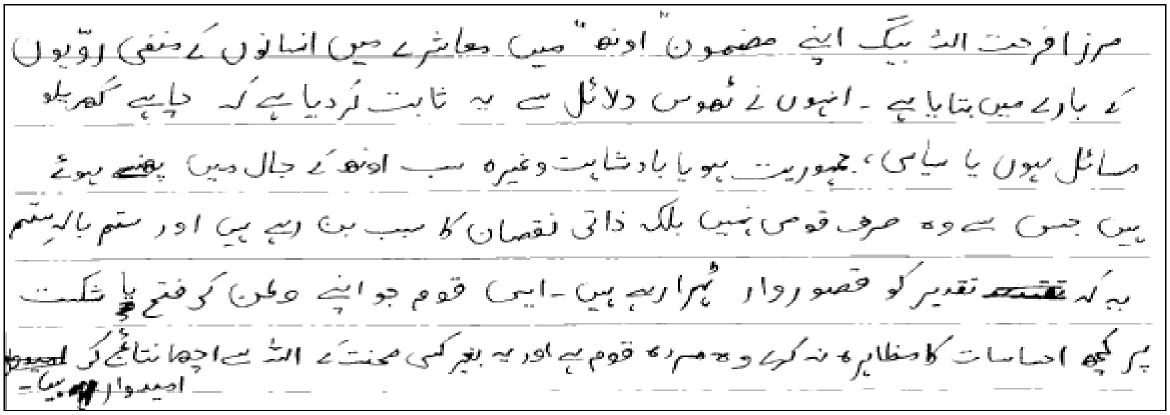

مرزا فرحت اللہ بیگ اپنے مضمون "اونہہ" میں معاشرے میں انسانوں کے منفی رویوں کے بارے میں بتایا ہے۔ انہوں نے ٹھوس دلائل سے یہ ثابت کردیا ہے کہ چاہیے گھریلو مسائل ہوں یا سیاسی، جمہوریت ہو یا بادشاہت وغیرہ سب اونہہ کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں جس سے وہ صرف قومی نہیں بلکہ ذاتی نقصان کا سبب بن رہے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ [illegible] تقدیر کو قصوروار ٹھہرا رہے ہیں۔ ایسی قوم جو اپنے وطن کی فتح یا شکست پر کچھ احساسات کا مظاہرہ نہ کرے وہ مردہ قوم ہے اور یہ بغیر کسی محنت کے اللہ سے اچھا نتائج کی [illegible]
امیدوار [illegible] بیٹھا۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- تقریباً پچاس فیصد طلبہ کی تعداد ایسی تھی جس نے سوال کو سمجھے بغیر ہی جواب تحریر کیا۔
- لفظ ' اونہہ ' کے غلط معنی مفہوم تحریر کیے۔
- دورانِ وضاحت لکھے گئے جملوں میں ربط و تسلسل کی بھی کمی تھی۔
- غیر متعلقہ اور نامکمل جوابات تحریر کیے گئے۔
- ذخیرۂ الفاظ کی کمی نے جواب کا تاثر اور بھی کم کر دیا۔
- دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال بھی نہیں کیا۔
- خیالات میں بھی ربط کی کمی پائی گئی۔
- املا کی اغلاط نے جواب کا تاثر مزید کم کر دیا۔

مثال:

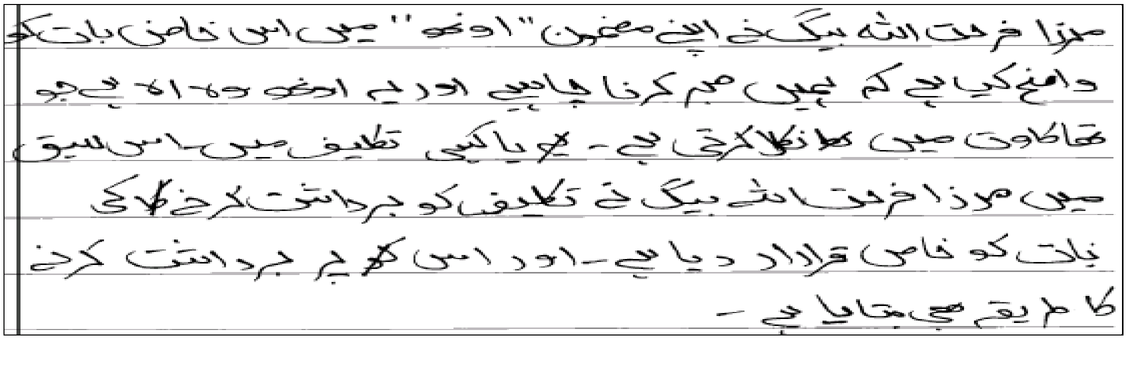

مرزا فرحت اللہ بیگ نے اپنے مضمون "اونہو" میں اس خاص بات کو واضح کیا ہے کہ ہمیں صبر کرنا چاہیے اور یہ اونہو وہ لا ہے جو تکالیف میں نکلا کرتی ہے۔ یہ یا کسی تکلیف میں۔ اس سبق میں مرزا فرحت اللہ بیگ نے تکلیف کو برداشت کرنے کی بات کو خاص قرار دیا ہے۔ اور اس کو ہم برداشت کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔

سوال نمبر2

1	شفا اپنی تقدیر میں ہی نہ تھی کہ مقدور تک تو دوا کر چلے
2	غضب ہے، قہر ہے انسان کی یہ بوالعجبی خود اپنا دوست کم، زیادہ تر دشمن
3	چلتا ہوں تھوڑی دُور ہر اِک تیز رو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں!!

(الف) درج بالا اشعار میں سے صرف **ایک** شعر کی تشریح شاعر کے حوالے کے ساتھ کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی اکثریت نے تشریح کرنے کے دوران مناسب ذخیرۂ الفاظ کا استعمال کیا۔
- شاعر کا درست حوالہ بھی تحریر کیا۔
- دی گئی سطور کا بہتر انداز میں استعمال کیا گیا۔
- شعر میں چُھپے خیال کو اپنے الفاظ میں واضح کیا۔
- دورانِ تشریح جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم کیا۔

مثال:

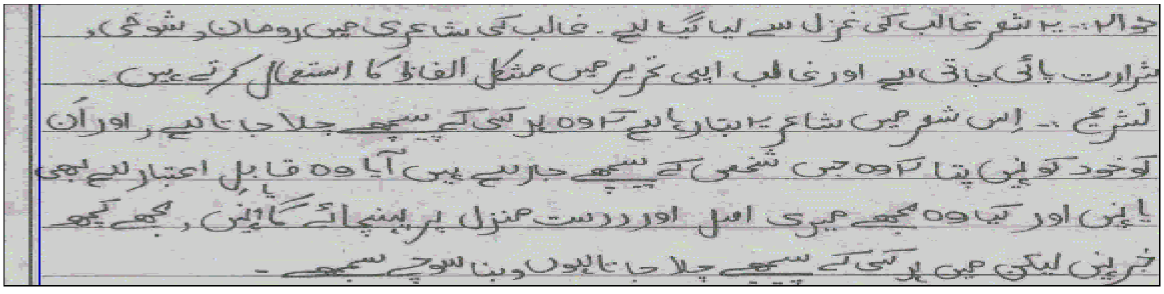
حوالہ:- یہ شعر غالب کی غزل سے لیا گیا ہے۔ غالب کی شاعری میں رومان و شوخی و
شرارت پائی جاتی ہے اور غالب اپنی تحریر میں مشکل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔
تشریح :- اس شعر میں شاعر بتا رہا ہے کہ وہ ہر کسی کے پیچھے چلا جاتا ہے اور اُن
کو خود کو نہیں پتا کہ وہ جس شخص کے پیچھے جا رہے ہیں آیا وہ قابل اعتبار ہے بھی
یا نہیں اور کیا وہ مجھے میری اصل اور درست منزل پر پہنچائے گا یا نہیں۔ مجھے کچھ
خبر نہیں لیکن میں ہر کسی کے پیچھے چلا جاتا ہوں و بنا سوچے سمجھے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جنھوں نے شعر کی تشریح کی۔
- جواب کا تاثر انتہائی ناقص دکھائی دیتا ہے۔
- تشریح کے لیے بھی مناسب ذخیرۂ الفاظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔
- کچھ طلبہ شاعر کا درست حوالہ بھی نہیں لکھ سکے۔
- دورانِ تشریح جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم نہیں کیا۔

مثال:

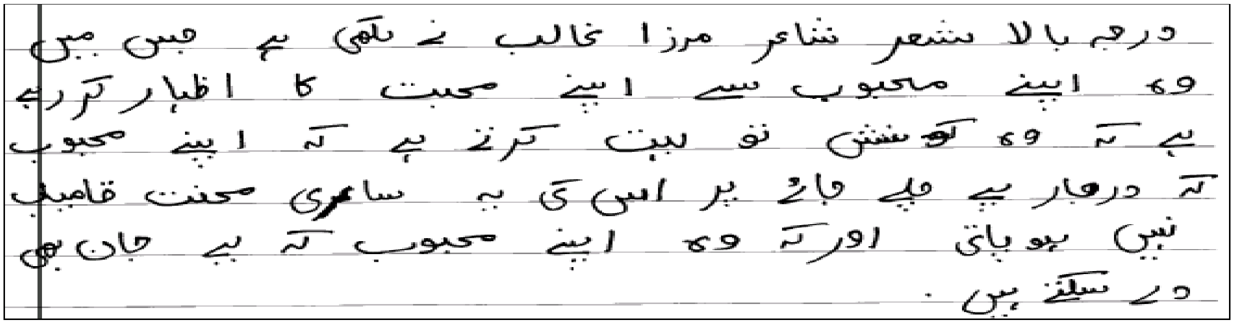
درجہ بالا شعر شاعر مرزا غالب نے لکھی ہے جس میں
وہ اپنے محبوب سے اپنے محبت کا اظہار کر رہے
ہے کہ وہ کوشش نو لبت کرتے ہے کہ اپنے محبوب
کہ دربار سے چلے جائے پر اس کی یہ ساعری محنت قامیاب
نہیں ہو پاتی اور کہ وہ اپنے محبوب کہ بے جان بھی
دے سکتے ہیں۔

(ب) مطلع **یا** مقطع کا فرق مثال کے ذریعے تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کا جواب تسلّی بخش دیا۔
- بعض طلبہ نے مطلع اور مقطع دونوں کی تعریف معہ مثال تحریر کی۔
- مطلع کا فرق بھی بہت خوبی سے مثال کے ذریعے پیش کیا۔
- مقطع کا فرق بھی بہت خوبی سے مثال کے ذریعے پیش کیا۔
- شعر کا انتخاب خوب تھا۔
- موجودہ دور کے شعرا کے اشعار بھی تحریر کیے۔
- مطلع اور مقطع کی مثالوں میں پیش کیے جانے والے اشعار طلبہ کی شعری ذوق کا پتہ دیتے ہیں۔

مثال:

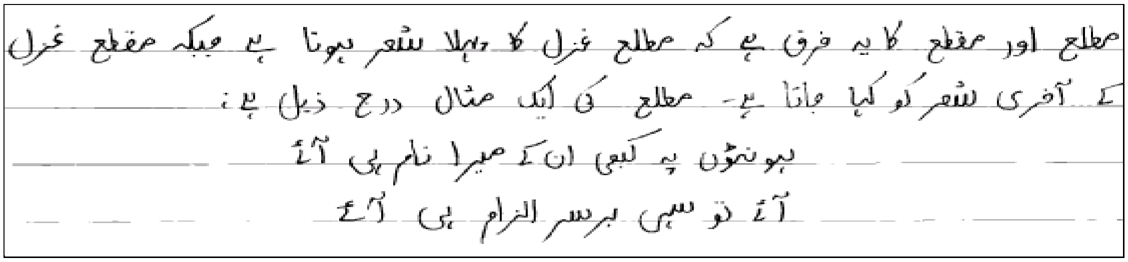
مطلع اور مقطع کا یہ فرق ہے کہ مطلع غزل کا پہلا شعر ہوتا ہے جبکہ مقطع غزل
کے آخری شعر کو کہا جاتا ہے۔ مطلع کی ایک مثال درج ذیل ہے:
ہونٹوں پہ کبھی ان کے میرا نام ہی آئے
آئے تو سہی برسرِ الزام ہی آئے

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی قلیل تعداد ایسی تھی جنہوں نے سوال کو سمجھے بغیر جواب لکھا۔
- سوال کو سمجھنا اور پھر اس کے مطابق کام کرنا، یہ بھی ایک مہارت ہے۔ اس مہارت کی کمی طلبہ میں بہت زیادہ نظر آئی۔
- طلبہ کو مطلع اور مقطع کی درست تعریف نہیں معلوم تھی، وہ فرق پیش نہیں کر سکے۔
- کچھ طلبہ نے مرکب الفاظ کو اپنے جواب کا حصّہ بنایا۔
- بعض طلبہ نے مثبت اور منفی جملوں کو مطلع اور مقطع کہا۔
- کچھ طلبہ نے کلمہ اور مہمل کی تعریف تحریر کی۔
- مثلاً: " پانی وانی"، " ٹھنڈا پانی"، " علی نے خط لکھا" وغیرہ
- بعض طلبہ نے مطلع اور مقطع کی غلط تعریف لکھی۔ مثلاً: تحریر کے متعلق تعارف دینے کو مطلع کہتے ہیں۔
- یہ عموماً پہلے پیراگراف تک محدود ہوتا ہے۔ وغیرہ

مثال:

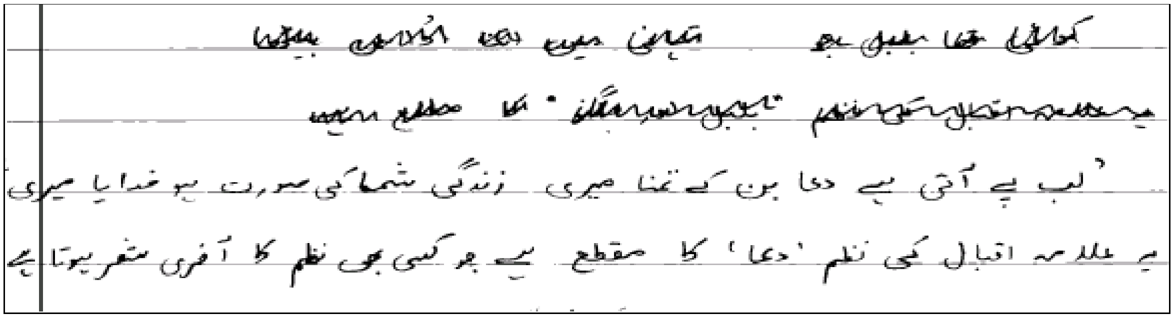
[illegible]
[illegible]
"لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
یہ علامہ اقبال کی نظم 'دعا' کا مقطع ہے جو کسی بھی نظم کا آخری شعر ہوتا ہے

(ج) نصاب میں شامل حسرتؔ موہانی کی غزل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بتایئے کہ ان کی یہ غزل عشقِ حقیقی کی ترجمانی کرتی ہے یا عشقِ مجازی کی؟ دو دلائل کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی اکثریت نے اسے عشقِ حقیقی کی نمائندہ غزل قرار دیا۔
- دلائل کے ذریعے اپنی بات کو ثابت بھی کیا۔
- موضوع کے اعتبار سے بہترین الفاظ بھی استعمال کیے گئے۔

مثال:

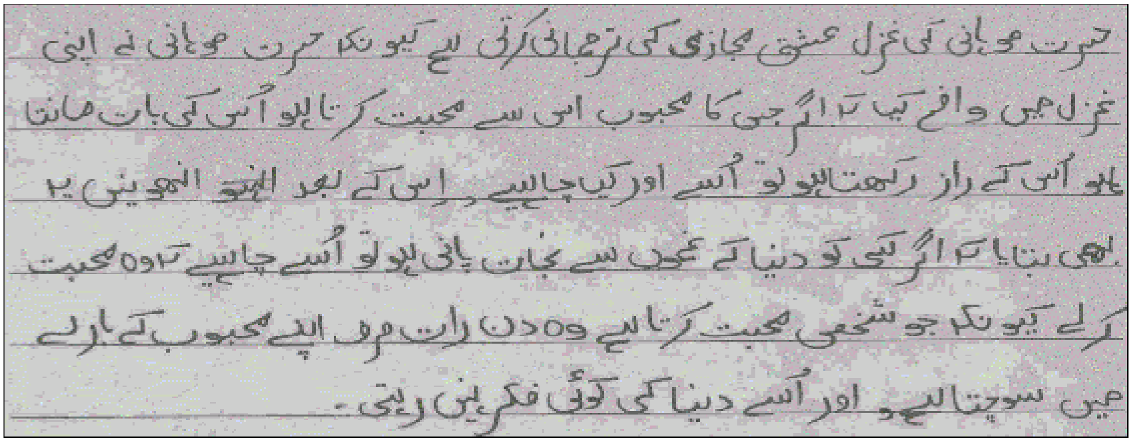
حسرت موہانی کی غزل عشق مجازی کی ترجمانی کرتی ہے کیونکہ حسرت موہانی نے اپنی
غزل میں واضح کیا ہے کہ اگر جس کا محبوب اس سے محبت کرتا ہو اُس کی بات ماننا
ہو اُس کے راز رکھتا ہو تو اُسے اور کیا چاہیے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ
بھی بتایا ہے کہ اگر کسی کو دنیا کے غموں سے نجات پانی ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ محبت
کرلے کیونکہ جو شخص محبت کرتا ہے وہ دن رات صرف اپنے محبوب کے بارے
میں سوچتا رہتا ہے اور اُسے دنیا کی کوئی فکر نہیں رہتی۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جنھوں نے سوال کو سمجھے بغیر شاعر کی شخصیت کے بارے میں لکھا۔
- عشقِ حقیقی کی نشان دہی کرنے کے بعد عشقِ مجازی کے دلائل تحریر کیے۔
- اسی طرح عشقِ مجازی کی نشان دہی کرنے کے بعد عشقِ حقیقی کے دلائل پیش کیے۔
- دی گئی سطور کا درست استعمال نہیں کیا۔
- صرف ایک سطر میں ہی جواب تحریر کرنے کی کوشش کی۔
- کچھ طلبہ نے صرف نشان دہی کرنے پر اکتفا کیا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ مجازی اور حقیقی کے فرق سے واقف نہیں تھے۔
- املا کی اغلاط نے جواب کا تاثر مزید خراب کر دیا۔

مثال1:

حسرت موہانی اپنی اس غزل میں عشقِ حقیقی کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کے اس شعر میں کہیں بھی خدا کے حوالے سے بات نہیں کی گئی۔ انہوں نے ہر جگہ بس اپنے محبوب کے متعلق بات کی ہے۔

مثال2:

~~حسرت موہانی کی یہ غزل عشقِ حقیقی کی ترجمانی کرتی ہے۔~~
~~کیونکہ حسرت موہانی نے کہیں بھی خدا کا ذکر نہیں کیا ہے جیسا کہ شعر~~ ~~میں~~
حسرت موہانی کی یہ غزل عشق ~~حقیقی~~ مجازی کی ترجمانی کرتی ہے چونکہ آپ اپنی غزل میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر میں ہے

دکھائی دیئے یوں کہ بے خود کیا
ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے۔

سوال نمبر3

میڈیا کو ریاست کا ایک اہم ستون سمجھا جاتا ہے۔ جمہوریت کے فروغ میں میڈیا کیا کردار ادا کرتا ہے؟ تبصرہ کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی اکثریت نے تبصرہ کے تمام ضروری نکات مکمل اور جامع تحریر کیے۔
- کمانڈ ورڈ/ کلماتِ امریہ (تبصرہ) سے واقفیت کی بنا پر تبصرہ بہتر انداز میں تحریر کیا۔
- جملوں میں ربط و تسلسل کا بھی خیال رکھا اور پانچ، چھ بہترین الفاظ استعمال کیے۔
- موضوع کے مطابق مؤثر تمہید بھی تحریر کی۔
- اپنی رائے کے اظہار کے لیے اہم نکات بھی لکھے۔

- طلبہ نے اپنے ملک کے پس منظر میں اپنے جوابات تحریر کیے۔
- ملک کے سیاست دانوں کی مثالیں پیش کیں۔
- کرپشن، رشوت، چور بازاری اور دھاندلی کو میڈیا جس طرح نمایاں کرتا ہے اس کا حوالہ دیا۔
- موضوع پر دل کھول کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
- اپنی بات کے حق میں اشعار، ضرب المثل، محاورات اور دورِ حاضر کی مثالیں پیش کیں۔
- اپنے حکمرانوں کے حوالے سے مختلف نکات پیش کیے۔
- بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں، اُن میں طلبہ نے دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال کیا۔
- جواب لکھتے ہوئے جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم رکھا۔

مثال:

میڈیا نہ صرف ایک ملک بلکہ پوری دنیا میں چھایا ہوا ہے اور
ایک بہت ہی نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ میڈیا ایک طرف
بہت سی برائیوں کی جڑ ہے تو دوسری طرف تعلیم کے حصول،
معاشرے کے حالات اور بہت سی چیزوں کے بارے میں
آگاہ کرتا ہے۔ اس کا ایک اہم کردار جمہوریت کو فروغ دینا ہے
میڈیا ہمارے ملک میں بڑھتی ہوئی برائیوں پر نظر ڈالتا ہے
عام عوام کو اس سے آگاہ کرتا ہے اور ایک معاشرے کی
اچھائیوں کو فروغ دیتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف
میڈیا بہت ہی منفی کردار ادا کرتا ہے۔ وہ لوگوں
میں عقل و شعور پیدا کرتا ہے، مسائل کا حل بتاتا
ہے اور ہمارے رسم و رواج کو وسعت دیتا ہے۔ اور
انتشار ختم کرتا ہے۔ میڈیا آزاد ہوگا تب ہی سچ
سامنے آئے گا اور حقیقت کا اندازہ ہوگا۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی قلیل تعداد ایسی تھی جو موضوع کے مطابق مناسب انداز میں تبصرہ تحریر نہ کر سکی۔
- تبصرہ نگاری کے اُصول سے ناواقفیت بھی اکثر جوابات کے ناقص ہونے کا سبب بنی۔
- جواب لکھتے ہوئے جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم نہیں رکھا۔
- املا کی اغلاط نے بھی اس قسم کے جوابات کے تاثر کو کسی قدر کم کر دیا۔
- لکھا گیا مواد بے ترتیب تھا۔
- معلومات کے فقدان اور دورِ حاضر سے عدم واقفیت کے باعث مؤثر نکات تحریر نہیں کر سکے۔
- ذخیرۂ الفاظ کی کمی کی وجہ سے موضوع کی وضاحت اپنے الفاظ میں نہیں کر سکے۔
- دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال بھی نہیں کر سکے۔
- مجموعی طور پر لکھے گئے جواب کا ایک اچھا تاثر قائم نہیں کر سکے۔

مثال:

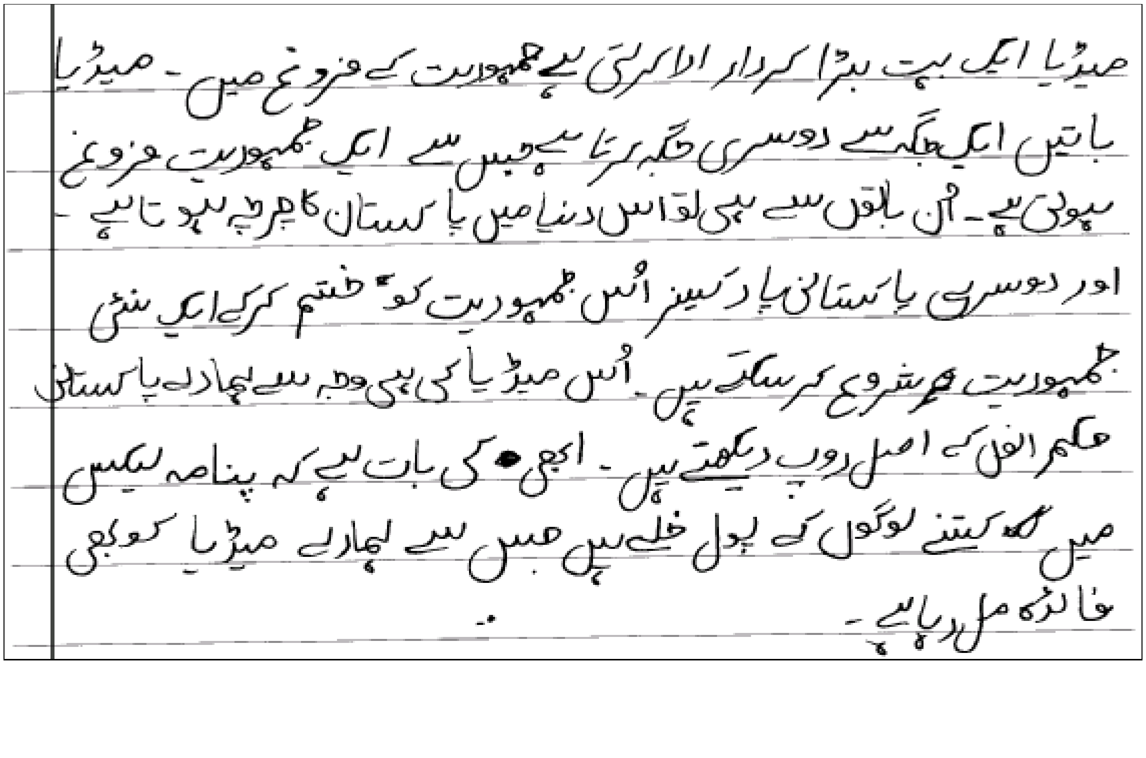
میڈیا ایک بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے جمہوریت کے فروغ میں ۔ میڈیا
باتیں ایک جگہ سے دوسری جگہ کرتا ہے جس سے ایک جمہوریت فروغ
ہوتی ہے ۔ اُن باتوں سے ہی تو اس دنیا میں پاکستان کا چرچہ ہوتا ہے ۔
اور دوسری پاکستانی پارٹیز اُس جمہوریت کو ختم کرکے ایک نئی
جمہوریت شروع کرسکتے ہیں ۔ اُس میڈیا کی ہی وجہ سے ہمارے پاکستانی
حکمرانوں کے اصل روپ دیکھتے ہیں ۔ ابھی کی بات ہے کہ پناما لیکس
میں کہ کتنے لوگوں کے پول کھلے ہیں جس سے ہمارے میڈیا کو بھی
فائدہ مل رہا ہے ۔

سوال نمبر4

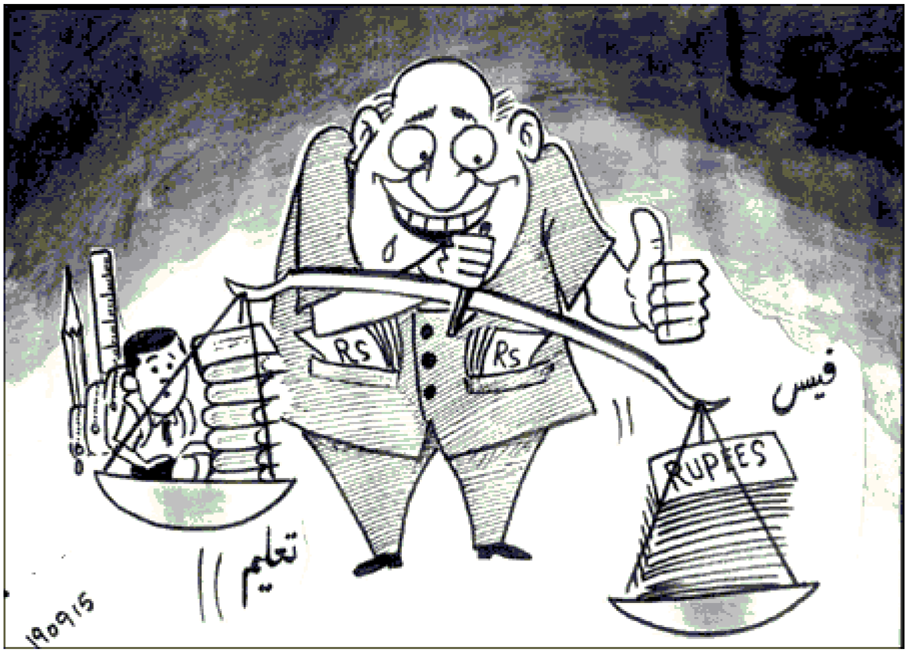

درج بالا تصویر کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایک مضمون تحریر کیجیے۔

ہدایات:

1۔ اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔

2۔ حالیہ واقعات کو مدِّ نظر رکھیے۔

3۔ طنز و مزاح کو اپنی تحریر کا حصّہ بنائیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی اکثریت نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔
- اپنے مضمون کی ابتدا خوب صورت شعر، قول اور جملے سے کی۔
- تمہیدی پیراگراف کا خیال رکھا۔
- بعض طلبہ نے جو عنوانات دیے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع ان کی ذاتی زندگی پر اثر انداز رہا ہے۔
- بعض طلبہ نے ذاتی شعر بھی تحریر کرکے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ بھی کیا۔

مثلاً: ابتدائے فیس ہے روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

اسی دعا سے آنکھوں میں نمی آئے — خدا کرے فیسوں میں کچھ کمی آئے

- مجموعی کارکردگی توقعات سے بڑھ کر تھیں، طلبہ نے جو مثالیں، استعارات اور تشبیہات پیش کیں وہ قابلِ ستائش اور قابلِ غور ہیں۔
- موضوع سے مطابقت رکھ کر شاعری کرنے سے لگتا ہے کہ یہ ان کا پسندیدہ موضوع تھا۔
- معلومات بھی کافی وسیع تھیں۔ ذخیرۂ الفاظ کا اچھا استعمال کیا۔
- مجموعی تاثر بھی اچھا قائم کیا۔
- حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر طنزیہ مزاحیہ جملے استعمال کیے۔
- مضمون نگاری کے تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تمہید، نفسِ مضمون اور اختتام کو خوبصورت انداز میں پیش کیا۔
- بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں جملوں میں ربط و تسلسل تھا۔
- املا کی ایک یا دو الفاظ کی غلطیاں تھیں۔

مثال:

2- حالیہ واقعات کو مدِ نظر رکھیے۔

3- طنز و مزاح کو اپنی تحریر کا حصہ بنائیے۔

مہنگی تعلیم کو حفاظت سے خرچ کرو

ہم نے پچھلے دور میں ایک کہاوت سنی تھی کہ " علم بانٹنے سے بڑھتا ہے"۔ علم تو وہ دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اور ہم نے تو یہ بھی سنا تھا کہ " علم وہ سمندر ہے کہ جس میں ڈوب کر بھی اس کی وسعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے"۔ علم ہے تو دولت لیکن آجکل حکمران اس سے دولت کما رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آجکل تعلیم کا نہ تو وہ معیار رہا ہے جو پہلے تھا۔ اور نہ تعلیم کا

حصول اس قدر آسان ہے جس قدر پہلے ہوا کرتا ہے آجکل تو تعلیم کی بھی قیمت ہے۔ میرا خیال ہے
کہ اس کی قیمت تو آجکل کئی جگہ پر ہوگی پر پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے کے لیئے جو ہماری قیمت
اس سے انسان کی کئی ضروریات پوری ہو جائیں۔
(ادا کرنی پڑتی ہے ؟ غریب انسان اس سے بہتر سمجھتا ہے کہ دو وقت کی روٹی کھالے۔ اور یہ سب ہمارے اوپر
مسلط حکمرانوں کے کرم کی بدولت ہی ہے کہ نہ صرف ہماری تعلیم کا معیار گر گیا ہے بلکہ تعلیم
اتنی قیمت دے کر ملتی ہے کہ پاکستان میں تعلیم یافتہ لوگوں کا فقدان ہو گیا ہے۔

ہمارے حکمران اس بات کے قائل ہیں کہ واقعی علم ایک سمندر ہے اور جو کوئی اس کی وسعت
کا اندازہ لگانا چاہتا ہے حکمران اُسے اُس سمندر میں ڈبا دیتے ہیں اور اسکول اور فیس
وغیرہ کا اس قدر بوجھ ڈال دیتے ہیں کہ لوگ اپنے آپ کو سمندر میں ڈوبتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔

آجکل کے طالبِ علم تو یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ:

سو تعلیم پانے آیا تھا میں اس خیال سے
شاید میرا شمار ہو اہلِ کمال میں
اب غریب ہو گیا ہوں میں اس وجہ سے
کچھ پیسے نکل گئے فیس میں کچھ بقیہ اخراجات میں

پہلے لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے اور پھر امیر ہو جاتے تھے آجکل کچھ اُلٹا ہو رہا ہے جب انسان اپنی
تعلیم مکمل کرتا ہے تب تک وہ اس قدر غریب ہو چکا ہوتا ہے کہ فٹ پاتھ پر آجاتے۔ کیونکہ اسکول
کی فیسیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ہر کوئی ان کو ادا ہی نہیں کر سکتا۔

اس کے علاوہ پاکستان میں تعلیم کا معیار بھی بہت خراب ہے ایک بچہ آجکل نصاب میں جو
چیزیں پڑھ رہا ہے اس کی پچھلی کئی پشتوں نے بھی وہی نصاب پڑھا تھا اور آگے کی بھی کئی نسلیں
یہی پڑھیں گی۔ والدین بڑے فخر سے بچوں کو بتاتے ہیں کہ ارے ہم نے بھی اپنے زمانے میں یہی

سبق پڑھاتا تھا"۔ جب تعلیم کا معیار نہیں بڑھ رہا، نصاب کو دوبارہ ترتیب نہیں دیا جا رہا ہے
اتنی فیسیں دے کر بھی انسان تعلیم یافتہ نہیں ہو سکتا تو ایسی تعلیم کا کیا فائدہ۔
واقعی یہ بات سچی ہے کہ آجکل صرف امیر کبیر لوگ ہی اپنی اولادوں کو تعلیم دلوا سکتے ہیں
پر افسوس کہ بدقسمتی سے ان کا ہی کے پاس ذہانت نہیں ہوتی اور جب وہ انٹر بھی پاس نہیں کر پا رہے
ہوتے تو ان کے امیر والدین پیسہ کھلا کر اپنے بدعقل، موٹے تازے بچوں کو ڈگریاں دلوا دیتے ہیں۔
اور کوئی طلب ہمیں حکمرانوں سے نہیں ہو
تعلیم کا معیار اچھا کر دیتے تو یہ احسان ہوتا۔
تعلیم سے ہی ملک ترقی کرتے ہیں اگر پاکستان کو بھی ترقی کی دوڑ میں شامل ہونا ہے تو تعلیم کو فروغ دینا ہوگا۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- طلبہ کی بہت ہی کم تعداد کی جانب سے تصویر اور موضوع میں کوئی ہم آہنگی نہیں تھی۔
- املا کی اغلاط کے ساتھ جملوں میں ربط و تسلسل کی کمی تھی۔
- خیالات کا بھرپور استعمال نہ کر سکے، ایک پیراگراف یا دو پیراگراف تحریر کیے۔
- طنز و مزاح کا عنصر بہت کم تھا۔
- املا کی اغلاط بہت زیادہ تھیں۔
- طلبہ کا موضوع کو نہ سمجھنا الفاظ کا استعمال بھی معیاری نہیں کیا گیا۔
- مضمون کی ساخت بھی بہتر نہیں تھی۔
- دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال نہیں کیا گیا تھا۔

مثال:

کسی تقویم میں تعلیم اور فن کا ایک انسان جو فن کو بہت اچھا کرتا
ہیں۔ آج کل لوگوں نے تعلیم کو فن جمع کرنے والی او اپنا گھر نے جمع کرتا ملک ہے
دولت نے لوگوں کو خوشی کرتا ہیں۔ کہ انسان تعلیم کو کوئی بھی جو رتا ہیں۔
اور جو لوگوں نے مقامی اسکول کے دوستا دیے دولت نے فن کرتا ہے۔

انسان کو دولت سے بہت اچھا ہیں۔ کسی کی وجہ سے
تعلیم کو وجہ ہیں۔ آج کل تعلیم کو کوئی بھی ہیں اور لوگوں نے اپنا بچوں
کو اسکول کی ہیں۔ دینا کو آج کل دولت سے انسان کو نہیں ہیں اور
اسی طرح انسان زندگی کا امتحان تو کرتا ہیں۔ بھی تعلیم کا امتحان
ہیں۔ علم ہمیں عقل اور شعور کرتا ہیں۔ تعلیم بہت زندگی میں اچھا کردار
پیدا کرتا ہیں۔ تعلیم ایک کسی کرن ہے۔ ایسی انسان میں ہمت اور
حوصلہ پیدا ہوتا ہیں۔ تعلیم کی وجہ سے انسان کا مستقبل اچھا ہوتا ہیں
تعلیم ایک کسی آگ ہے۔ کسی کے علم ہوتا ہے۔ وہ غلط اور علم
ہیں اور دوسرے پیسے ہیں اہل ہیں۔ جو آج کل زیادہ ہے۔ ان لوگوں
نے تعلیم کھانا کھانے اور اپنا فن جمع کرتا کا بیان ہیں۔ بچوں کو تعلیم
بہت کام کی چیز ہیں ہیں۔

سوال نمبر 5

اسکول انتظامیہ نے طلبہ کو پابند کیا ہے کہ وہ نئے تعلیمی سال کے لیے کتابیں اور کاپیاں اسکول انتظامیہ کی جانب سے مخصوص کردہ دکان سے ہی خریدیں۔ لیکن والدین کا کہنا ہے کہ اسکول کی جانب سے مخصوص کردہ دکان کے مقابلے میں یہ کتابیں اور کاپیاں باہر سے سستے داموں خریدی جاسکتی ہیں۔

اسکول انتظامیہ کے نام ایک خط **یا** درخواست لکھیے جس میں اُن سے یہ گزارش کیجیے، کہ وہ اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کریں اور کتابوں کی خریداری کے لیے طلبہ پر عائد کردہ پابندی کو ختم کریں۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- رسمی خط کا انداز اکثر طلبہ کا درست تھا۔
- درخواست کے اجزا پیشانی، القاب اور خاتمہ درست تحریر کیے۔
- موضوع کی نشان دہی کرتے ہوئے پابندی ختم کرنے کے لیے وجوہات تحریر کیں۔
- درخواست کے متن میں سوال کی نوعیت کے اعتبار سے کم از کم تین الفاظ استعمال کیے۔
- موضوع کے حوالے سے کم از کم چار جملے تحریر کیے۔
- درخواست تحریر کرتے ہوئے کم از کم چار جملوں میں ربط و تسلسل قائم رکھا۔
- طلبہ نے اپنے قوتِ مشاہدہ کو کام لاتے ہوئے پابندی ہٹانے کے لیے وجوہات تحریر کیں۔

مثال:

کمرۂ امتحان

ا۔ب۔ج روڈ

کراچی

۱۲۔ مئی۔ ۲۰۱۶ء

محترم پرنسپل صاحبہ، السّلام علیکم!

آج آپ کو خط لکھنے کا مقصد آپ سے اس بات کی التجا کرنا ہے کہ جن مخصوص دکانوں کو اسکول کی انتظامیہ نے نئے تعلیمی سال کے لیے کتابیں اور کاپیاں خرید و فروخت کرنے کیلیے منتخب کیا ہے وہ دراصل بہت مہنگی قیمت میں کتابیں اور کاپیاں فروخت کررہے ہیں۔ دوسری طرف اسکول کی انتظامیہ نے بچوں کو انہی مخصوص دکانوں سے خریدنے کا پابند کردیا ہے۔ جو بچے ان کتابوں اور کاپیوں کو خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں اور جو تعلیم کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں، ان کیلیے تو یہ نہایت آسان اور سہل عمل ہے جبکہ جو بچے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے والدین انہیں اچھی اور معیاری تعلیم و تربیت فراہم کرنا چاہتے ہیں وہ ان کتابوں کو کیسے خرید سکیں گے۔ برائے خدا میری آپ سے درخواست ہے کہ اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی فرمائیں اور بچوں کو دوسری دکانوں سے کتابیں خریدنے کی اجازت دیجئے جو ان کیلیئے بھی آسان ہو۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ میری تجویز پر غور فرمائیں گی۔

آپ کی دعاؤں کی طلبگار شاگرد

ا۔ب۔ج

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

- بعض طلبہ نے رسمی خط کو غیر رسمی انداز میں تحریر کیا۔
- کچھ طلبہ نے خط کے موضوع کے حوالے سے ضروریات کو نظر انداز کر کے غیر ضروری باتوں کو بیان کیا۔
- قواعد اور املا کی بھی غلطیاں کی گئیں۔
- خط کا اسلوب اور ساخت بھی نہایت ناقص تھی۔
- خط بہت شکستہ اور املا کی اغلاط بھی بہت زیادہ نظر آئیں۔
- جملوں میں ربط و تسلسل کی کمی تھی۔
- ذخیرۂ الفاظ کی کمی کی وجہ سے موضوع کی وضاحت درست نہیں کر سکے۔
- لکھے گئے جوابات میں کچھ طلبہ نے خط کے اختتام پر اپنے اسکول کے نام بھی درج کیے۔

مثال:

کمرۂ امتحان،
کراچی۔
۱۲ مئی ۲۰۱۶ء

محترم ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ،
ا - ب - ج اسکول کراچی۔

جنابِ عالی،
ہمارے بچوں سے ہمیں یہ سننے میں
آیا ہے کہ اسکول انتظامیہ نے طلبہ کو باہر
سے کتابیں خریدنے پر پابندی لگادی ہے جبکہ
کتنا اسکول کے مقابلے باہر سے زیادہ سستی
مل رہی ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ یہ
پابندی جلدی ہٹائی جائیں کیونکہ ایک تو اسکول
کی فیس دوسرا یہ پابندی۔

فقط،

ا - ب - ج کے والد۔